بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن کریم کی روشنی میں افراد سازی

حضرت مولانا مفتی اختر امام عادل قاسمی

مہتمم جامعہ ربانی منوروا شریف، سمستی پور، بہار

شائع کردہ

مفتی ظفیر الدین اکیڈمی

جامعہ ربانی منوروا شریف سمستی پور

بہار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن دین کامل کی ایک نمائندہ کتاب ہے، یہ ایسی کتاب ہدایت ہے جو انسانیت کو سب سے سیدھی اور معتبر راہ دکھاتی ہے،

ان هذا القرآن یهدی للتی هی اقوم (الاسراء: ۹)

ترجمہ: بیشک یہ قرآن سب سے سیدھے اور مضبوط راستے کی رہنمائی کرتا ہے۔

یہ روشنی کا پیغامبر ہے، یہ ایک مینارۂ نور ہے جس سے سارا عالم رہتی دنیا تک تاریکی سے نجات پاتا رہے گا

قد انزل اللّٰہ الیکم ذکراً، رسولاً یتلوا علیکم آیت اللّٰہ مبینات لیخرج الذین آمنوا وعملوا الصلٰحت من الظلمٰت الی النور (الطلاق: ۱۰-۱۱)

ترجمہ: اللہ نے تمہارے لئے قرآن نازل کیا، رسول تم پر اللہ کی واضح آیات پڑھ کر سناتے ہیں تاکہ ایمان اور عمل صالح کرنے والوں کو تاریکیوں سے نکالکر روشنی میں لائیں۔

یہ ایک نسخۂ کیمیا ہے جو خاک کو کیمیا اور ذرہ کو آسمان بناتا ہے، اس میں بیماروں کے لئے شفا اور صحتمندوں کے لئے سامان سکون ہے، یہ خدا کا ایسا قیمتی اور عظیم الشان عطیہ ہے کہ اگر مضبوط اور بلند و بالا پہاڑوں پر اتارا جاتا تو وہ اس کا وزن برداشت نہ کرپاتے اور ہیبت سے ریزہ ریزہ ہوجاتے۔

لو انزلنا هذا القرآن علیٰ جبل لرأیتهٗ خاشعاً متصدعاً من خشیة اللّٰہ (الحشر: ۲۱)

ترجمہ: اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتاردیتے تو تم دیکھتے کہ وہ لرزہ براندام ہے اور ہیبت الٰہی سے ریزہ ریزہ ہوچکا ہے"

قرآن آج بھی تمام طاقتوں کا سرچشمہ اور ساری مشکلات کا حل ہے جس طرح قرآن نے صدیوں پیشتر ایک حد سے زیادہ گری ہوئی قوم کو بلندیوں کے آسمان پر پہونچادیا تھا اور اسی کتاب ہدایت کی بدولت ایک انتہائی پچھڑا ہوا معاشرہ دنیا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کے سب سے ترقی یافتہ اور مہذب معاشرہ میں تبدیل ہوگیا، جن لوگوں کو کسی مہذب اور شریف آدمی کی نقل اتارنے کا سلیقہ نہیں تھا وہ ساری مہذب اور تعلیم یافتہ دنیا کے لئے آئیڈیل بن گئے، جن کو اپنا چھوٹا سا گاؤں چلانے کی لیاقت نہیں تھی ان میں پوری روئے زمین پر حکمرانی کی اہلیت پیدا ہوگئی، جن کو ایک چھوٹی سی سوسائٹی پر کنٹرول نہیں تھا اور جو ساری دنیا میں اپنی خانہ جنگی اور سر پھٹول کے لئے بدنام تھے ان کو ایسا قانون مل گیا جس نے ساری انسانیت کو ایک لڑی میں پرو دیا،...... یہ سب اسی کتاب مقدس کا اعجاز تھا......اس کی معجزانہ قوتیں آج بھی زندہ ہیں ان کو برتنے اور استعمال میں لانے کی ضرورت ہے، آج اس کتاب ہدایت کو ہم نے سرد خانہ میں ڈال دیا ہے اور اس ہدایت و انقلاب والی کتاب کو صرف ایک برکت والی کتاب میں تبدیل کر دیا ہے

ضرورت ہے کہ جائزہ لیا جائے کہ وہ کیا چیزیں تھیں جن کو برت کر ایک گئی گذری قوم اتنی آگے بڑھ گئی اور وہ کیا باتیں تھیں جن کو چھوڑ کر آسمان کی بلندیوں سے باتیں کرنے والی قوم پستی کی گہرائیوں میں چلی گئی، بقول ڈاکٹر اقبالؒ

وہ زمانہ میں معزز تھے مسلماں ہوکر ☆ اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہوکر

قرآن آج بھی قوموں اور افراد کو بنانے کی پوری صلاحیت رکھتا ہے شخصیتوں کی تعمیر کا نسخہ آج بھی پوری طرح کارکرد ہے، قرآن کا دامن اس قسم کے شہ پاروں سے بھرا پڑا ہے ہم ان میں سے بطور نمونہ چند کا تذکرہ کرتے ہیں:

قوت ایمانی

جہاں تک میں نے قرآن کو پڑھا ہے قرآن نے سب سے زیادہ زور ایمان و یقین پر دیا ہے کسی فرد یا قوم کی تعمیر میں سب سے بڑا رول اسی قوت ایمانی کا ہے، ایمان کا درجہ فرد یا قوم کی زندگی کے لئے روح کا ہے، یہ شخصیت کو زندگی اور زندگی کو توانائی بخشتا ہے، اس کے بغیر دنیا میں نہ کوئی پنپ سکتا ہے اور نہ ابھر سکتا ہے، شخصیت بنتی ہے اسی بنیاد پر اس کو ہٹا کر کی جانے والی ہر کوشش فقط خسارہ کا سودا ہے، جس کا تجربہ ہر دور میں چشم فلک اور سارے زمانے نے کیا ہے اور جس پر ماہ و سال کی گردشیں گواہ ہیں، قرآن کریم نے صدیوں کے اسی تجربہ پر تصدیق کی مہر لگائی ہے

والعصر ان الانسان لفی خسر ،الاالذین آمنوا وعملواالصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر (العصر)

ترجمہ: قسم ہے زمانے کی، بیشک انسان گھاٹے میں ہے سوائے ایمان والوں کے جنھوں نے نیک اعمال کئے، ایک دوسرے کو حق کی اور صبر کی تلقین کی ۔

یہ سورت شخصیت سازی کے مسئلے میں سب سے مرکزی حیثیت رکھتی ہے ، اس سورۃ کا موضوع ہی انسانیت کی تعمیر اور نفع ونقصان کے معیار کا تعین ہے، قرآن پورے یقین کے ساتھ (اور قرآن کا ہر بیان یقینی ہوتا ہے) اور ہر قسم کے شک وشبہ کی نفی کرتے ہوئے کہتا ہے کہ جو لوگ ایمان والے نہیں ہیں وہ گھاٹے میں ہیں اگر چہ کہ وہ بظاہر نفع میں دکھائی دیں، اور اگر کوئی صاحب ایمان گھاٹے میں دکھائی دیتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اسے اپنے ایمان پر محنت کرنی چاہئے، قرآن کریم نے ایسے ایمان والوں کو ہدایت کی ہے:

یا یھا الذین امنوا آمِنوا

ترجمہ: اے ایمان والو! تجدید ایمان کرو

قرآن اور صاحب قرآن نے نزول قرآن کے آغاز سے پوری مکی زندگی صرف ایمان کی محنت پر گذاری اور عمل کی جگہ پر نماز اور تلاوت قرآن کے علاوہ کوئی حکم شرعی بندوں کو نہیں دیا گیا، بندوں میں یہ یقین بنایا گیا کہ اصل چیز اللہ کی رضا ہے ،ساری محنت اسی لئے کی جانی چاہئے کہ اللہ ہم سے راضی ہو جائے اس لئے زندگی کے ہر مسئلے میں یہ دیکھنا ہوگا کہ اللہ کی مرضی کیا ہے اللہ کی مرضی اور اس کا حکم جان لینے کے بعد پھر اپنی کوئی مرضی باقی نہیں رہ جاتی، ارشاد باری تعالیٰ ہے

ان الحکم الا للّٰہ علیہ توکلت وعلیہ فلیتوکل المتوکلون (یوسف :۸)

ترجمہ: فیصلہ صرف خدا کا چلے گا، اسی پر میرا بھروسہ ہے اور بھروسہ کرنے والوں کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہئے،،

ومن لم یحکم بما انزل اللّٰہ فاولٰئک ھم الفاسقون (مائدہ :۷)

ترجمہ: اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق جو لوگ فیصلہ نہیں کرتے وہ فاسق ہیں،،

ماکان لمؤمن ولامؤمنة اذا قضی اللّٰہ ورسولہٗ ان یکون لھم الخیرة

ترجمہ: جب اللہ اور اس کے رسول نے کسی قضیہ میں فیصلہ سنا دیا تو پھر کسی مؤمن مرد یا عورت کے لئے اختیار باقی نہیں رہ جاتا‘‘

نماز اور تلاوت قرآن بھی اگر چہ کہ عمل کے درجہ کی چیز ہے لیکن یہ بھی ایمان ہی کا تکملہ ہیں، ایمان کو غذا انہی کے وسیلے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سے ملتی ہے خدا سے رابطہ کا یہی ذریعہ ہیں ، بندہ انہی واسطوں سے اپنے رب سے ہم کلام ہوتا ہے، یہ دونوں چیزیں عبد ومعبود کے رشتے کو مضبوط کرتی ہیں اس طرح گویا یہ بھی ایمان ویقین ہی کا حصہ ہیں۔

ایمان نام ہے دل سے مان لینے کا اور اسلام نام ہے سر تسلیم خم کردینے کا، جس کو قرآن اتباع، اطاعت اور انقیاد وغیرہ اصطلاحات سے ذکر کرتا ہے، قرآن اپنے ماننے والوں کا شروع سے یہ ذہن بناتا ہے کہ رب کے سامنے اپنے کو ہر طرح سرینڈر کردینا ہی بندگی ہے ایسے لوگوں کو قرآن رضوان الٰہی کا پروانہ دیتا ہے

رضی اللہ عنہ ورضوا عنہٗ ذلک لمن خشی ربہٗ (لم یکن)

ترجمہ: اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں یہ سعادت رب سے ڈرنے والوں کو ملتی ہے‘‘

قرآن نے یہ فکر دی ہے کہ قوتوں کا سرچشمہ رب العٰلمین ہے، موت وحیات کے تمام مسائل کی ڈور اسی کے ہاتھ میں ہے، مال واسباب صرف ظاہری ذرائع ہیں نہ یہ کسی کو زندگی دے سکتے ہیں اور نہ کسی مسئلے کو بنا سکتے ہیں، فیصلے تمام تر احکم الحاکمین کے دربار سے ہوتے ہیں۔

أیحسب أن مالہٗ اخلدہٗ ، کلا لینبذن فی الحطمۃ (ھمزۃ :)

ترجمہ: کیا وہ گمان کرتا ہے کہ اس کا مال اس کو ہمیشہ زندہ رکھے گا ہر گز نہیں یہ سارا مال جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

ان ینصرکم اللّٰہ فلاغالب لکم وان یخذلکم فمن ذاالذی ینصرکم من بعدہٖ فلیتوکل المتوکلون (آل عمران :۱۷)

ترجمہ: اگر اللہ تمہارا مددگار ہو تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا، اور اگر اللہ تمہیں رسوا کریں تو پھر اس کے بعد تمہاری کوئی مدد نہیں کرسکتا پس بھروسہ صرف اللہ پر کرنا چاہئے۔

اس طرح کی بیشمار آیات ہیں جن میں قرآن نے بندہ کا رشتہ پروردگار سے جوڑنے پر زور دیا ہے اور جب بندہ کا تعلق اپنے رب سے ہوجاتا ہے تو دنیا کے سارے رشتے اس کے زیر سایہ چلے آتے ہیں، انسان میں خدا اعتمادی سے خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے، انسان کے دل میں اپنے پروردگار کی بنائی ہوئی ایک ایک چیز سے پیار جاگ جاتا ہے، اور تمام وہ اچھی باتیں جو اللہ کو پسند ہیں وہ ان پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور ہر ایسے کام سے ڈرتا ہے جن سے پروردگار ناراض ہوتا ہے اس طرح انسان فضائل اخلاق کا پیکر، امن ومحبت کا پیامبر اور خدا شناشی وخود شناشی کا سنگم بن جاتا ہے اس کو دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے اس کی پیشانی

میں خدا کا نور جھلکتا ہے، اس کے پاس بیٹھنے کو جی کرتا ہے، اسکی باتیں دل میں اترتی چلی جاتی ہیں اس طرح ایک معیاری اور تعمیر پسند سوسائٹی کی بنیاد پڑتی ہے......

تو انسان کی شخصیت کی تعمیر میں سب سے بڑا حصہ ایمان ویقین کا ہے یہ نہ ہو تو ساری چیزیں کھوکھلی ہیں،

حسن عمل

انسان کی شخصیت کی تعمیر میں دوسرا اہم ترین درجہ عمل صالح کا ہے قرآن کریم نے سورۂ والعصر میں اس کو دوسرے مقام پر رکھا ہے، جو لوگ آرزوؤں اور خوابوں کی دنیا میں رہتے ہیں اور کام سے زیادہ منصوبے بنانے پر اپنے اوقات صرف کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ دنیا میں ان کی تعریف ہو قرآن ان کو متوجہ کرتا ہے کہ اچھے کاموں کے بغیر دنیا یا آخرت میں کوئی اچھا انسان نہیں بن سکتا، اچھی شخصیت اچھے کاموں سے بنتی ہے، پھر اچھے اعمال کی ایک طویل فہرست ہے جو قرآن میں بکھری پڑی ہے، اہل علم ان سے بخوبی واقف ہیں، بطور نمونہ ایک دو آیات کا حوالہ دیتا ہوں:

سورۂ مؤمنون کی درج ذیل آیت میں بعض اعمال کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کو کامیابی کا مدار قرار دیا گیا ہے:

قد افلح المؤمنون الذین ھم فی صلاتھم خاشعون والذین ھم عن اللغو معرضون والذین ھم للزکوٰۃ فاعلون والذین ھم لفروجھم حافظون والذین ھم لامٰنٰتھم وعھدھم راعون و الذین ھم علیٰ صلاتھم یحافظون (مؤمنون : ۱)

ترجمہ: بیشک وہ ایمان والے کامیاب ہیں جو اپنی نمازیں خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرتے ہیں، جو بیکار باتوں سے پرہیز کرتے ہیں، جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، جو اپنی امانتوں اور وعدوں کا لحاظ کرتے ہیں، اور جو نمازوں کے پابند ہیں‘‘

سورۂ بقرہ میں ہے:

لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من آمن باللّٰہ والیوم الآخر والملٰئکۃ والکتٰب والنبیین واٰتی المال علیٰ حبہٖ ذوی القربیٰ والیتٰمیٰ والمساکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب واقام الصلوٰۃ واٰتی الزکوٰۃ والموفون بعھدھم اذاعاھدوا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

والصبرین فی الباساء والضراء وحین الباس اولئک الذین صدقوا وأولئک ھم المتقون

(بقرہ : ۲۲)

ترجمہ: نیکی یہی نہیں ہے کہ اپنا رخ مشرق ومغرب کی جانب کرو بلکہ اصل نیکی یہ ہے کہ اللہ پر، روز آخرت پر، فرشتوں پر، کتاب اور نبیوں پر ایمان ہو (اور اعمال میں) اور مال سے بے پناہ محبت کے باوجود اس کو اپنے رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، مانگنے والوں اور غلاموں کے آزاد کرانے کیلئے خرچ کرے، نماز ادا کرے، زکوٰۃ دے، وعدہ کریں تو اس کو پورا کریں، مصیبت وتکلیف اور جنگ میں صبر وثبات کا مظاہرہ کرے، یہی لوگ راستباز اور تقویٰ والے ہیں''

سورۂ فرقان میں ہے:

وعباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھوناً واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلٰماًوالذین یبیتون لربھم سُجَّداً وقیاماً والذین یقولون ربنا اصرف عذاب جھنم ان عذابھا کان غراماً ،انھا ساء ت مستقراً ومقاماًوالذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذٰلک قواماً والذین لایدعون مع اللّٰہ الٰھاً آخر ولایقتلون النفس التی حرم اللّٰہ الا بالحق ولایزنون ومن یفعل ذٰلک یلق اثاماً ......والذین لایشھدون الزور واذامروا باللغو مروا کراماً والذین اذا ذکروا باٰیٰت ربھم لم یخروا علیھا صماً وعمیانا والذین یقولون ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریٰتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماماً (فرقان : ٦)

ترجمہ: اور اللہ کے نیک بندے وہ ہیں جو زمین پر نرمی سے چلتے ہیں اور جب ناسمجھ لوگ ان کو مخاطب کرتے ہیں تو سلام کہہ کر گذر جاتے ہیں، جو راتوں میں اٹھ کر پروردگار کے حضور سجدہ وقیام کا نذرانہ پیش کرتے ہیں، جو کہتے ہیں کہ اے پروردگار! ہم سے جہنم کا عذاب دور فرما، اس کا عذاب تو تاوان ہے، اور وہ برا ٹھکانہ اور مقام ہے، جو خرچ میں نہ بخل کرتے ہیں اور نہ فضول خرچی کرتے ہیں، بلکہ اعتدال سے کام لیتے ہیں، جو اللہ کے علاوہ کسی معبود کو نہیں پکارتے، جو کسی جان کا بے گناہ خون نہیں کرتے، جس کو خدا نے منع کیا ہے، اور نہ بدکاری کرتے ہیں، کہ جو ایسا کرے گا وہ گنہگار رہوگا، اور جو جھوٹے کام میں شامل نہیں ہوتے، اور جب کبھی لغویات سے گذرتے

ہیں تو سنجیدگی اور وقار سے گذر جاتے ہیں، اور جب خدا کی آیات ان کو سنائی جائیں تو وہ اندھے اور بہرے نہ ہو جائیں، اور یہ دعا مانگتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہم کو ہمارے بیوی بچوں سے آنکھ کی ٹھنڈک بخش اور ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔ اسی طرح سورۂ شوریٰ، آل عمران، قصص، دہر وغیرہ میں متعدد آیات میں اعمال خیر کی تفصیل دی گئی ہے۔

موافق ماحول

تیسرا اہم ترین محرک اچھا ماحول ہے، جس کو قرآن نے **وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر** (اور ایک دوسرے کو حق کی اور صبر کی تلقین کریں) سے تعبیر کیا ہے اس لئے کہ جس سوسائٹی میں حق بات کہی اور سنی جاتی ہو اور جس کی بنیاد محض جذباتیت اور اشتعال کے بجائے صبر وتحمل اور ایک دوسرے کے لئے برداشت کے جذبہ پر ہو اس سے بہتر سوسائٹی دنیا میں کیا ہوسکتی ہے۔

انسان کی ذہنی تشکیل اور شخصیت کی تعمیر میں ماحول کا بڑا حصہ ہے، انسان کو اگر اچھا ماحول اور موافق گردوپیش میسر آجائے تو اس کی شخصیت بڑی تیزی کے ساتھ ترقی کرتی ہے بہتر ماحول علم وعمل کی کمی کی بھی مکافات کردیتا ہے، یعنی علم وعمل میں انسان نسبۃً کمتر ہو لیکن اسے موافق ماحول اور اچھی صحبت مل جائے تو علم وعمل کی کمی کے باوجود وہ اپنا مقام بنالیتا ہے، انسان کے آگے بڑھنے کے لئے ماحول سے بڑھ کر کوئی مددگار نہیں ہوتا، علم وعمل کی تمام خوبیوں کے باوجود اگر انسان کو موافق ماحول اور بہتر مواقع میسر نہ ہوں تو اس کی ترقی وتعمیر میں بڑی مشکلات پیش آئیں گی، علم وعمل کو ماحول ہی پروان چڑھاتا ہے، اسی لئے نماز، روزہ اور دیگر عبادات میں اللہ نے ماحول بنانے پر زور دیا ہے، یہ نماز باجماعت، رمضان کا اجتماعی روزہ، حج کا اجتماع، عید، جمعہ، کسوف، استسقاء وغیرہ کا اجتماع، یہ سب اسی لئے ہے کہ عمومی ماحول میں کوئی بڑا سے بڑا کام بھی آسان ہوجاتا ہے، اس طرح سوسائٹی کے اکثر افراد کو نیک کاموں کی توفیق ہوجائے تو ایک شاندار معاشرہ وجود میں آسکتا ہے، قرآن کریم نے درج ذیل آیت میں اسی حقیقت کی طرف بلیغ اشارہ کیا ہے:

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر

ترجمہ: تم ایک بہتر امت ہو جو اچھائیوں کی تلقین کرتے ہو اور برائیوں سے روکتے ہو۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

قرآن زندگی کے تمام معاملات میں اسی طرح کی وحدت کو پسند کرتا ہے، اور معاشرہ کی انارکی اور انتشار کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے، آیت کریمہ ہے

واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعاً ولاتفرقوا (آل عمران : ۱۱)

ترجمہ: اور خدا کی رسی کو سب ملکر مضبوطی سے پکڑلو اور باہم انتشار مت پیدا کرو۔

ایک جگہ ارشاد ہے

واطیعوا اللّٰہ ورسولہٗ ولاتنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم (انفال : ٦)

ترجمہ: اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو ورنہ ہمت ہار بیٹھو گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔

قرآن چاہتا ہے کہ اسلامی معاشرہ باہم محبت واخوت کی بنیاد پر ترقی کرے اور سب بھائی بھائی کی طرح ایک دوسرے کے مددگار رہوں

انماالمؤمنون اخوۃ فا صلحوا بین اخویکم (حجرات : ۱)

سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں اس لئے اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کراؤ۔

قرآن حسب ونسب سے زیادہ دینی اخوت کا وکیل ہے

فان لم تعلموا اٰباء ھم فاخوانکم فی الدین وموالیکم (احزاب : ۱)

ترجمہ: اگر تم کو ان کے خاندان کا علم نہ ہو تو وہ تمہارے بھائی اور اہل تعلق ہیں۔

حضور ﷺ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا :

”سارے مسلمان مل کر ایک آدمی کے مثل ہیں کہ اگر اس کی آنکھ بھی دکھے تو سارا بدن دکھ محسوس کرتا ہے اور اگر سر میں درد ہو تو پورا جسم تکلیف میں ہوتا ہے

(صحیح مسلم کتاب البروالصلۃ ج۲ص۳۸۹مصر)

آج یہی چیز مسلم سوسائٹی سے ختم ہوگئی اور وہ رنگ ونسل، خاندان، علاقہ اور زبان کی تنگ نظریوں میں مبتلا ہوگئی۔ اور انسان کی ترقی اور اس کی شخصی تعمیر کا راستہ مشکل ہوگیا۔

حسن ادب

اسلام میں ادب کی بڑی اہمیت ہے، ادب سے شخصیت میں نکھار ووقار اور زندگی میں جاذبیت اور محبوبیت پیدا ہوتی ہے، اگر بچہ میں شروع سے ادب کی عادت ڈالی جائے اور اچھے آداب اسے سکھائے جائیں تو وہ بڑا انسان بن سکتا ہے اور قوم وملت کے لئے بہت مفید ثابت ہوسکتا ہے، زندگی کے ہر مرحلے کے لئے قرآن نے ادب کا درس دیا ہے ہم بطور نمونہ دو تین چیزوں کا تذکرہ کرتے ہیں:

☆انسان جب ایک ساتھ رہتا ہے تو ایک دوسرے کے یہاں آنے جانے کی بھی ضرورت پڑتی ہے ایسے موقعہ پر اگر انسان حدود کی رعایت نہ کرے تو بہت سے فتنے پیدا ہونگے اس لئے قرآن نے اس کے لئے کچھ حدود وآداب مقرر کئے ہیں مثلاً اجازت لیکر جاؤ نیز اجازت کا طریقہ یہ ہے کہ دروازہ سے باہر سلام کرو دیکھئے آیت ذیل:

یا یھا الذین آمنوا لا تدخلوا بیوتاً غیر بیوتکم حتیٰ تستأنسوا وتسلموا علیٰ اھلھا ذٰلکم خیر لکم لعلکم تذکرون (نور : ۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے گھروں کے علاوہ دوسروں کے گھروں میں مت جاؤ مگر اجازت لیکر اور گھر والوں کو سلام کرکے، یہ تمہارے حق میں بہتر ہے تاکہ تم سبق حاصل کرو۔

☆اگر دوسرے کے گھر کی عورتوں سے کچھ لینا ہو تو اس کا ادب یہ بتایا گیا:

واذا سألتموھن من وراء حجاب ذلکم اطھر لقلوبکم وقلوبھن (احزاب : ۷)

ترجمہ: جب ان گھر والیوں سے کچھ مانگو تو پردہ کے پیچھے سے مانگو اسی میں تمہارے اور ان کے دلوں کے لئے پاکی ہے۔

☆آپس میں سلام کا ادب قرآن نے یہ بتایا کہ سلام کا جواب سلام سے بہتر ہونا چاہئے

اذاحییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منھا اوردوھا (نساء : ۱۱)

ترجمہ: جب تم کو سلام کیا جائے تو اس کا جواب اور بہتر پیرایے میں دو یا کم از کم اسی کو دہرادو۔

☆حضور ﷺ سے خصوصی ملاقات کے آداب پر روشنی ڈالتے ہوئے قرآن کہتا ہے:

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

يٰایها الذین اٰمنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجوٰیکم صدقة ذٰلک خیر لکم واطهر فان لم تجدوا فان اللّٰه غفور رحیم (مجادلة : ١٢)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم رسول سے اکیلے میں ملنا چاہو تو پہلے صدقہ کرو اس میں تمہارے لئے خیر اور پاکیزگی ہے، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو اللہ بخشنے والے اور رحم کرنے والے ہیں۔

اس حکم کا ایک مخصوص پس منظر تھا جو کچھ دنوں کے بعد ختم کر دیا گیا لیکن فی الجملہ اس سے بڑوں کے دربار میں جانے کے آداب پر روشنی پڑتی ہے اور چھوٹوں کو کیا تیاری کرنی پڑتی ہے اس کی حسیت جھلکتی ہے، اور اس سے چھوٹوں میں کچھ کرنے کا جذبہ بھی بیدار ہوتا ہے۔

☆ حضور ﷺ سے گفتگو کے آداب پر قرآن نے بتائے کہ آپ سے عام لوگوں کی طرح گفتگو نہ کرو بلکہ اس کا دھیان رکھو کہ تمہاری آواز نبی ﷺ کی آواز سے بلند نہ ہونے پائے:

یایها الذین آمنوا لاترفعو اصواتکم فوق صوت النبی

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی آواز نبی ﷺ کی آواز سے اونچی نہ کرو۔

آپ کو مخاطب کرنے کا ادب قرآن نے یہ بتایا کہ عام لوگوں کی طرح نام لیکر نہ آواز دو بلکہ آپ کے شایان شان القاب کا استعمال کرو:

لاتجعلو دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضاً

ترجمہ: رسول ﷺ کو اس طرح نہ پکارو جس طرح باہم لوگوں کو پکارتے ہو۔

☆ کسی مجلس میں ہو تو آپس میں کانا پھوسی کرنے کو خلاف ادب قرار دیا گیا ارشاد باری تعالیٰ ہے

انما النجویٰ من الشیطٰن (مجادلة : ٢) ترجمہ: کانا پھونسی کرنا شیطان کا کام ہے۔

☆ عائلی زندگی میں ایک ساتھ رہتے ہوئے بہت سی دشواریاں پیش آتی ہیں اور کبھی ایک کی بات دوسرے کو پسند نہیں آتی ہیں اس تعلق سے قرآن نے ادب کی تلقین کی:

وعاشروهن بالمعروف فان کرهتموهن فعسیٰ ان تکرهوا شیئاً ویجعل اللّٰه فیه خیراً کثیرا

(نساء : ٣)

ترجمہ: بیویوں کے ساتھ معروف طریقے پر زندگی گذارو اگر تم کو وہ پسند نہ آئیں تو بھی ممکن ہے کہ ایک چیز تم کو اچھی نہ لگے اور اللہ نے اس میں بہت خیر رکھا ہو۔

اسی بات کو ایک حدیث میں ارشاد فرمایا گیا:

”اپنی بیویوں میں کوئی برائی دیکھ کر اس سے نفرت نہ کرو کہ غور کرو گے تو اس میں کوئی دوسری بات اچھی نکل آئے گی“

(صحیح بخاری و مسلم کتاب النکاح باب الوصیة بالنساء)

☆ زمین پر چلنے کا ادب بتایا گیا:

ولاتمش فی الارض مرحاً انک لن تخرق الارض ولن تبلغ الجبال طولاً (بنی اسرائیل : ٤)

ترجمہ: زمین میں اکڑ کر نہ چلو کہ نہ تو زمین کو پھاڑ سکتا ہے اور نہ پہاڑوں تک اونچائی میں پہونچ سکتا ہے۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

ولاتمش فی الارض مرحاًان اللّٰه لایحب کل مختال فخور (لقمان : ٢)

زمین میں اکڑ کر نہ چل بیشک اللہ کسی مغرور اور متکبر کو پسند نہیں کرتا۔

☆ گفتگو کا سلیقہ بتایا گیا کہ نرمی اور ملائمت کے ساتھ اور سامنے والے کی عزت نفس کا خیال کرتے ہوئے بات کی جائے، ارشاد ہے

فقولا لهٗ قولاً لیناً (طه : ٢) ترجمہ: ان سے نرمی کے ساتھ بات کرو۔

واغضض من صوتک ان انکر الاصوات لصوت الحمیر (لقمان : ٢)

ترجمہ: پست آواز میں بات کرو اس لئے کہ سب سے بری آواز گدھے کی ہے۔

قول معروف ومغفرة خیر من صدقة یتبعها اذیً (بقرة : ٣٦)

ترجمہ: اچھی بات کہنا اور درگذر کرنا اس خیرات سے بہتر ہے جس کے پیچھے دل آزاری ہو۔

اس طرح قرآنی آداب کی بیشمار مثالیں ہیں یہاں صرف بطور نمونہ چند چیزیں پیش کی گئی ہیں۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تزکیہ

شخصیت کی تعمیر کے لئے تزکیہ کی بھی شدید ضرورت ہے، قرآن کریم نے ایسے شخص کی کامیابی کی ضمانت دی ہے جس نے اپنا تزکیہ کیا،

قد أفلح من زکّٰھا (الشمس :) ترجمہ: جس نے اپنا تزکیہ کیا وہ یقیناً کامیاب ہو گیا۔

قرآن کریم نے فرائض رسالت میں اس کو شمار کیا ہے

یتلوعلیھم آیاتہٖ ویزکیھم (ال عمران : ۱۶۴) ترجمہ: رسولؐ ان کو خدا کی آیات سناتے ہیں اوران کا تزکیہ کرتے ہیں۔

تزکیہ کا مطلب ہے اصلاح قلب اوراصلاح باطن، جب تک انسان کا باطن درست نہیں ہوتا ظاہری وضع داری سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ باطن کے فساد کے ساتھ دکھاوے کا تقویٰ نفاق کو جنم دیتا ہے، اوراس سے شخصیت بننے کے بجائے اور بگڑ جاتی ہے، دورخا پن انسانیت کے لئے بدترین لعنت ہے، قرآن اورصاحب قرآن نے اصلاح باطن پر بہت زیادہ توجہ دی ہے، اور ایمان کو دل ونگاہ میں راسخ کرنے کی تلقین کی اوراس کے لئے خوف خدا، آخرت کی جواب دہی، جہنم کا ڈر اور دنیا وآخرت کی ذلت ورسوائی کا حوالے دیئے ہیں اور دکھاوے کے ہر عمل پر وعید سنائی ہے۔

☆ نماز بہت بڑی عبادت ہے لیکن غفلت وریا کے ساتھ ادا کی جائے تو ثواب کے بجائے گناہ بن جاتی ہے۔

فویل للمصلین الذین ھم عن صلاتھم ساھون الذین ھم یراؤن (ماعون :)

ترجمہ: ان نمازیوں کے لئے ہلاکت ہے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں اور محض دکھانے کے لئے نماز پڑھتے ہیں،،

ان المنافقین یخٰدعون اللّٰہ وھو خادعھم واذاقاموا الی الصلوۃ قاموا کسالیٰ یراؤن الناس ولا یذکرون اللّٰہ الا قلیلاً (نساء : ۲۱)

ترجمہ: منافقین خدا کو دھوکہ دیتے ہیں حالانکہ وہ خود دھوکہ میں مبتلا ہیں یہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی سستی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں، محض لوگوں کو دکھانے کے لئے اور اللہ کو بس برائے نام ہی یاد کرتے ہیں۔

یٰا یھا الذین آمنوا لاتبطلوا صدقٰتکم بالمن والاذیٰ کالذی ینفق مالہٗ رئا ء الناس ولا یومن

باللّٰہ واالیوم الآخر (بقرۃ : ۳۶)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتا کر یا ایذا پہونچا کر ضائع مت کرو اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کو دکھانے کے لئے خرچ کرتا ہے اوراللہ اورروز آخرت پر یقین نہیں رکھتا،،

☆ دورخا پن کو قرآن نے منافقوں کی خاص عادت قرار دیا ہے

واذالقوا الذین قالوا اٰمنا واذا خلوا الیٰ شیطٰینھم قالو انا معکم انما نحن مستھزؤن (بقرۃ : ۲)

ترجمہ: اور جب مسلمانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور جب اپنے شیطانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو صرف مسلمانوں کو بیوقوف بناتے ہیں۔

ایسے لوگوں کے لئے احادیث میں بھی شدید وعیدیں آئی ہیں:

ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن خدا کے نزدیک سب سے بدتر دورخے شخص کو پاؤگے جو کچھ لوگوں کے پاس جاتا ہے تو اس کا رخ اور ہوتا ہے اور دوسروں کے پاس جاتا ہے تو اور (بخاری کتاب الادب باب ما قیل فی ذی الوجہین)

ایک اور حدیث میں ہے

دنیا میں جس شخص کے دورخ ہونگے قیامت کے دن اس کے منہ میں دوزبانیں ہوں گی،،

(ابوداؤد کتاب الادب باب ذی الوجہین)

ایک بار حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کہا گیا کہ ہم لوگ امراء وحکام کے پاس جاتے ہیں تو کچھ کہتے ہیں اور وہاں سے نکلتے ہیں تو کچھ کہتے ہیں، بولے، ہم لوگ عہد رسالت میں اس کا شمار نفاق میں کرتے تھے۔

(صحیح بخاری باب ما قیل فی ذی الوجہین)

☆ انسان کے باطنی امراض میں بدگمانی خطرناک مرض ہے ایسے شخص کو کبھی سکون نہیں ملتا اور نہ دوسروں کو سکون سے رہنے دیتا ہے قرآن اس کو بڑا گناہ قرار دیتا ہے اوراس سے بچنے کی تلقین کرتا ہے:

یاایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم (حجرات : ۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! زیادہ بدگمانی سے بچا کرو بیشک بعض بدگمانی گناہ ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ جس طرح بدگمانی سے بچنا ضروری ہے اسی طرح بدگمانی کے مواقع سے خودکو بچانا بھی ضروری ہے

ایک دفعہ حضورﷺ اعتکاف میں تھے، رات کو ازواج مطہرات میں سے کوئی آپ سے ملنے آئیں آپؐ ان کو واپس پہونچانے چلے کہ اتفاقاً راستہ میں دو انصاری صحابی آ گئے وہ آپ کو دیکھ کر واپس پھرنے لگے آپ نے فوراً آواز دی اور فرمایا یہ میری بیوی فلاں ہیں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر مجھے بدگمانی ہی کرنی ہوتی تو آپ کے ساتھ کرتا، ارشاد ہوا شیطان انسان کے اندر خون کی طرح گردش کرتا ہے (صحیح مسلم باب انہ یستحب لمن روی خالیاً بامرأۃ یقول ھذہٖ فلانۃ)

☆ باطنی بیماریوں میں ایک بڑی بیماری بخل ہے، قرآن نے اس کی اصلاح کی طرف توجہ دی ہے، ارشاد فرمایا:

ولایحسبن الذین یبخلون بما اٰتھم اللّٰہ من فضلہٖ ھو خیراًلھم بل ھو شرلھم سیطوقون مابخلوابہٖ یو م القیٰمۃ (اٰل عمران : ۱۸)

ترجمہ: اور جو لوگ اس مال کو جو خدا نے اپنی مہربانی سے ان کو دیا ہے روکے رکھتے ہیں وہ اس کو اپنے حق میں بہتر نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے حق میں بدتر ہیں جس مال کو بچانے کے لئے وہ بخل کے شکار ہیں وہ ان کے گلے میں طوق بنا کر لٹکا دیا جائے گا۔

اس مضمون کی بہت سی آیات قرآن میں موجود ہیں طوالت کے خوف سے ترک کرتا ہوں۔

اسی طرح حرص وطمع، حسد و بے ایمانی، غیظ وغضب، بغض وکینہ، فخر وغرور، خود بینی وخود نمائی اور خود رائی وغیرہ بہت سے اندرونی امراض ہیں جن کا تعلق انسان کے دل ودماغ سے ہے جن کا قرآن نے خصوصیت سے تذکرہ کیا ہے اور انکی اصلاح پر زور دیا ہے، طوالت کے ڈر سے صرف آیات کے حوالے پر اکتفا کرتا ہوں (دیکھئے نساء:۹، حشر:۱، حجر:۶، نساء:۵، کہف:۱۰، بقرہ:۳۲، نساء:۱، اعراف:۲۴، حشر:۱، حجر:۴، اعراف:۲، ۴-۵، ابراہیم:۳، مومنون:۳، ہود:۳، مومن:۴، نحل:۳، بنی اسرائیل:۴، لقمان:۲، نساء:۸، بقرۃ:۱۳، وغیرہ)

تعلیم

شخصیت سازی کے لئے جس طرح عملی زندگی میں ادب واخلاق، صلاح وتقویٰ، کردار کی بلندی، دل ونگاہ کی پاکیزگی

اور لب ولہجہ کی شائستگی ضروری ہے وہیں تعلیم وتربیت اور فکری بالیدگی کی بھی شدید ضرورت ہے کہ اس سے زندگی میں دوام اور شخصیت میں آفاقیت پیدا ہوتی ہے، اور انسان دوررس نتائج کے حامل کارناموں کو انجام دینے کے قابل ہو جاتا ہے، اسی لئے قرآن پاک نے جہاں نبی کریمﷺ کے فرائض منصبی پر روشنی ڈالی ہے وہاں ایمان واخلاق کے بعد تعلیم کا تذکرہ کیا گیا ہے

لقدمن اللّٰہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم یتلوعلیھم آیاتہٖ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوامن قبل لفی ضلال مبین (آل عمران : ۱۶۴)

ترجمہ: خدا نے اہل ایمان پر بڑا احسان کیا کہ ان ہی میں سے ایک پیغمبر بھیجا جو ان کو خدا کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان کا تزکیہ کرتے ہیں، کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں، جبکہ پہلے یہ لوگ کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

یہ آیت کریمہ فرائض رسالت اور کارہائے نبوت کے سلسلے میں سنگ میل کا درجہ رکھتی ہے اس میں قرآن کریم نے کار نبوت کی تمام تفصیلات کو صرف تین عنوانات کے تحت سمیٹ کر رکھ دیا ہے،

۱-تلاوت آیات ۲-تزکیۂ اخلاق وعمل ۳-تعلیم کتاب وحکمت

☆ تلاوت آیات میں بنیادی تعلیم (جس کو قرأت بھی کہہ سکتے ہیں) اور ایمان ویقین کی آبیاری اور محنت کی ساری تفصیلات داخل ہیں اس لئے کہ شخصیت کی ابجد قرأت سے شروع ہوتی ہے اور اسی راستے سے قلب وروح میں ایمان اور عقیدہ کا تخم پڑتا ہے اور پھر آہستہ آہستہ اس میں رسوخ حاصل ہوتا ہے،

اسی لئے وحی کا پہلا سبق اس طرح شروع کیا گیا

اقرأ باسم ربک الذی خلق ،خلق الانسان من علق (علق : ۱ – ۲)

ترجمہ: پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، انسان کو بستہ خون سے پیدا کیا۔

عبد اور معبود کے درمیان رابطہ اور تعلق کی جتنی تفصیلات ہیں وہ بھی تلاوت آیات کے ضمن میں آتی ہیں، اس لئے کہ قرآن خدا کا کلام ہے اور خدا کا کلام پڑھنا گویا اس سے ہم کلامی کا شرف حاصل کرنا ہے، رابطہ کی ابتدا بھی یہی ہے اور انتہا بھی یہی،

اسی لئے پوری مکی زندگی میں جس کو ہم مختصر لفظوں میں ایمانی دور کہہ سکتے ہیں اس میں کلمۂ ایمان اور نماز اور تلاوت کے ماسوا کوئی حکم شرعی (اعمال کی قبیل سے) ہم کو نہیں ملتا، اور یہ سب رابطۂ الٰہی ہی کی مختلف شکلیں ہیں۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

خلاصہ یہ کہ مذکورہ بالا آیت بتاتی ہے کہ ایمان یعنی اللہ اور بندے کے تعلق پر محنت فرائض نبوت کی پہلی منزل ہے، اور انسان کی شخصیت کی تعمیر میں بھی اس کا درجہ اولین ہے جیسا کہ گذشتہ سطور میں ہم عرض کر چکے ہیں۔

دوسرا مرحلہ تزکیہ ہے اس کی اہمیت پر ہم پچھلے صفحات میں گفتگو کر چکے ہیں۔

تیسرا اور آخری مرحلہ تعلیم وتفکیر ہے، یہی چیز نبی آخر الزماں ﷺ کو تمام نبیوں اور رسولوں میں امتیاز بخشتی ہے، یہی آپ کا نسخۂ انقلاب ہے، یہی بات اس آخری امت کو امت وسط بناتی ہے، یہی دعائے خلیلؑ اور نوید مسیحؑ کا حاصل ہے، یہ ختم نبوت کی علامت ہے، اسی سے حضور خاتم النبیین ﷺ کے بعد اس امت کی بقا وابستہ ہے اور یہی چیز افراد واقوام کو زندگی کی ضمانت فراہم کرتی ہے،

کتاب سے مراد قرآن کریم ہے اور اس میں خدا کی وہ کتاب بھی شامل ہے جو وسیع کائنات میں چہار طرف پھیلی ہوئی ہے، خود قرآن کریم بھی بار بار انسانوں کو خدا کی اس کھلی کتاب کی طرف متوجہ کرتا ہے اور عہد گذشتہ کے واقعات سے عبرت آموز تأثر پیدا کرتا ہے،

أفلاینظرون الی الابل کیف خلقت والی السماء کیف رفعت والی الجبا ل کیف نصبت
والی الارض کیف سطحت فذکر أنما أنت مذکر ،لست علیهم بمصیطر (الغاشیة :)

ترجمہ: کیا یہ نہیں دیکھتے کہ اونٹ کیسے پیدا کئے گئے، آسمان کس طرح اٹھائے گئے، پہاڑ کس طرح نصب کئے گئے، اور روئے زمین کیسے پھیلائی گئی، آپ ان کو سمجھائیں آپ ناصح اور سمجھانے والے ہیں ان پر زبردستی کرنے والے نہیں ہیں۔

اس طرح کی بیشمار آیات قرآن کریم میں موجود ہیں بطور نمونہ یہ ایک کافی ہے،

قرآن اس نئے دور میں علم وعرفان اور فکر وفلسفہ کا بانی ہے پہلے کبھی علم کو وہ درجہ نہیں دیا گیا جو اسلام میں دیا گیا اسی لئے پہلے کی تاریخوں میں وہ آفاقی شخصیتیں بھی نہیں ملتیں جو عہد اسلامی کے آغاز کے بعد ملتی ہیں، قرآن نے دنیا کو نیا ذہن اور نئی فکر دی، اشیا کے حقائق اور ان سے پیدا ہونے والے نتائج کی طرف ذہنوں کو متوجہ کیا، اور ان کو علم وعرفان اور ظلم وجہل کا فرق بتایا علم کے نور سے شخصیتوں میں چار چاند لگائے، اور انسانوں کو ایک نئے علمی دور کے لئے تیار کیا، یہ قرآن کا وہ معجزانہ کارنامہ ہے جو اسلام سے قبل کبھی دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔

ہم اس موقعہ پر قرآن کے انداز تربیت، ذہنی ارتقا کے مراحل اور کچھ علمی نکات کی طرف اشارہ کرنا مناسب سمجھتے ہیں جس سے اندازہ ہوگا کہ قرآن علم کی بنیاد پر افراد واقوام کو کس طرح تیار کرتا ہے، اور قرآنی تعلیمات کی بدولت ایک عام انسان کس طرح بڑے کارناموں کے لائق ہو جاتا ہے،

ذہن سازی

قرآن نے ایمان وعمل کے بعد انسان کو علم وجہل، نور وظلمت اور تمدن ووحشت کا فرق سمجھایا اس لئے کہ ذہنی تیاری کے بغیر کوئی نصب العین پورا نہیں ہو سکتا، جب تک انسان کو خیر وشر میں امتیاز نہ ہوگا وہ شعوری طور پر خیر کو نہیں اپنا سکے گا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل هل يستوى الذين يعلمون والذين لايعلمون انما يتذكر اولوا الالباب (زمر : ۹)

ترجمہ: اے نبی! آپ کہہ دیجئے کیا وہ لوگ جو علم رکھتے ہیں اور وہ جو نہیں رکھتے ہیں، برابر ہو جائیں گے؟ عقل والے ہی بات سمجھ سکتے ہیں۔

قرآن نے اس قوم کی ترقی کی ضمانت دی جو علم ومعرفت کے راستے پر گامزن ہو،

يرفع الله الذين اوتوا العلم درجات (مجادلة : ۱۱)

ترجمہ: اللہ اہل علم کے درجات بلند کرتے ہیں۔

قرآن نے عقل وفکر سے جاہلانہ جمود ختم کرنے کے لئے آفاق وانفس میں غور کرنے کی دعوت دی۔

ان فی خلق السمٰوات والارض واختلاف اللیل والنهار لآیات لاولی الالباب الذین یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبهم ویتفکرون فی خلق السمٰوات والارض ربنا ماخلقت هذا باطلاً سبحانک فقنا عذاب النار (آل عمران : ۱۹۰، ۱۹۱)

ترجمہ: بلاشبہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور شب وروز کی گردش میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لئے جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے، اور کروٹ پر لیٹے ہوئے اور غور کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کی خلقت میں (پھر بول اٹھتے ہیں) اے ہمارے رب! تو نے یہ سب بلا وجہ پیدا نہیں کیا، تو ہر عیب سے پاک ہے، ہمیں آگ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کے عذاب سے بچا۔

دعوت انقلاب

جب قرآن نے محسوس کیا کہ اب اس قوم کی حسیت جاگ اٹھی ہے اور اس کی قوت فکر یہ اپنی پرواز کے لئے کسی وسیع خلا کو ڈھونڈ رہی ہے، تو فوراً اس نے انقلاب اور حرکت وعمل کی دعوت دی، اور اس کو سمجھایا گیا کہ دنیا میں انقلابات عدم کے پیٹ سے وجود میں نہیں آ جاتے، بلکہ اس کے لئے زبردست محنت کرنی پڑتی ہے، زندہ قوم اپنی تقدیر کے فیصلے اپنے عزم کے ہاتھوں لکھتی ہے، وہ امکانات اور وسائل کے انتظار میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھنا گوارا نہیں کرتی، بلکہ ناممکنات سے امکانات اور مشکلات سے آسانیوں کو فراہم کرنے کی کوشش کرتی ہے، وہ حالات کے بدلنے کا انتظار نہیں کرتی، بلکہ دست ہمت سے وہ حالات کا رخ پلٹ دیتی ہے اور اندھیریوں سے ڈر کر وہ اپنا سفر موقوف نہیں کرتی ، بلکہ احکام الٰہی کے چراغ اندھیرے راستوں پر جلاتی ہوئی چلی جاتی ہے،

تقدیر کے پابند نباتات وجمادات
مومن فقط احکام الٰہی کا ہے پابند

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم و اذا اراداللہ بقوم سوءً فلامرد لہٗ و مالھم من دونہ من وال (رعد : ۱۱)

ترجمہ: بیشک اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے آپ کو نہ بدل ڈالے اور جب اللہ کسی قوم کو برے دن دکھانے کا ارادہ فرماتا ہے تو پھر اسے کوئی ٹال نہیں سکتا اور اللہ کے سوا ایسوں کا کوئی بھی مددگار نہیں ہوسکتا۔

خدا نے کبھی اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنے کو بدلنے کا

قرآن نے قوموں کے خیر وشر کا مدار خود اس کے اپنے اعمال پر رکھ دیا ہے، جو قوم یہ کہتی ہو کہ کیا کریں حالات اور قسمت نے ہمیں پیچھے کر دیا؟ وہ درحقیقت اپنی بزدلانہ کم ظرفی کا اظہار کرتی ہے، قرآن کہتا ہے کہ جو قوم جیسا عمل کرتی ہے اس

کے ساتھ قدرت کا فیصلہ اسی کے مطابق ہوتا ہے،

فمن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہٗ و من یعمل مثقال ذرۃ شراً یرہٗ (زلزال :۷،۸)

ترجمہ: جو ذرہ برابر بھی نیک عمل کرے گا وہ اس کو دیکھ لے گا اور جو ذرہ برابر برا عمل کرے گا وہ بھی اس کو دیکھ لے گا“

قرآن نے صاف طور پر اس قوم کو خسارہ کا سودا کرنے والی قرار دیا ہے، جس میں نور باطنی کے ساتھ ساتھ اخلاق وعمل کی اسپرٹ موجود نہ ہو اور قرآن اس کے لئے تاریخ عالم اور حوادث روزگار کو بطور شہادت پیش کرتا ہے جیسا کہ سورۂ والعصر کے حوالہ سے پچھلے سطور میں عرض کیا گیا۔

انقلابی ہدایات

یہ کسی قوم کو تدریجی انقلاب کی طرف لانے کے لئے قرآن کے طرز تعلیم کا دوسرا مرحلہ تھا، فکر وعمل کی پیہم تاکیدات کے بعد جب یہ قوم کسی عمل کے لائق ہوگئی اور علم وفن، تہذیب وتمدن اور تجارت وسیاست کے میدان میں اترنے کے قابل ہوگئی تو اس کو کچھ اشارات دیئے گئے، ہدایات واحکام سے نوازا گیا، اسرار عالم سے پردہ اٹھایا گیا، عقل وخرد اور فکر وفن کے وہ راز بتائے گئے جو آج تک کسی مصلح قوم نے اپنی قوم کو نہ بتائے تھے اور خود خالق کائنات نے اپنی دنیا کے بعض حقائق وعلل کی نشاندہی کی جس کی روشنی میں چل کر آج دنیا فلسفۂ جدید اور سائنٹفک دور تک پہونچی،

حقیقت یہ ہے کہ سب سے پہلے جس کتاب الٰہی نے فکر وفلسفہ کی بنیاد ڈالی اور لوگوں کو آسمان وزمین اور مخلوقات عالم میں غور کرنے کی دعوت دی وہ قرآن تھا، قرآن سے قبل کسی بڑے سے بڑے آشنائے راز نے بھی ان حقائق کا پردہ چاک نہ کیا جو خدا کے خزانۂ غیب میں مستور تھے اس طرح گویا قرآن ہی کتاب ہدایت ہونے کے ساتھ فکر وفن کی بھی پہلی کتاب ہے.....مگر افسوس کہ خود ہم نے اس کی طرف توجہ نہیں کی، اور غیروں کے کاسہ گیر ہو کر رہ گئے،

دیکھ آ کر کوچۂ چاک گریباں میں کبھی — قیس تو، لیلیٰ بھی تو، صحرا بھی تو، محمل بھی تو
وائے نادانی کہ تو محتاج ساقی ہو گیا — مے بھی تو، مینا بھی تو، ساقی بھی تو، محفل بھی تو

زبان وقلم کی ضرورت

قرآن نے عہد جدید کی تخلیق کے لئے زبان وقلم پر زور دیا، اس لئے کہ عالم الغیب والشہادۃ خوب جانتا تھا کہ اب جو

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

دور آنے والا ہے وہ سائنٹفک دور ہوگا خود اس نئے دور کی بنیاد رکھ رہا تھا، اور سائنٹفک دور زبان وقلم پر تعمیر ہوگا،...... چنانچہ سب سے پہلی وحی جو نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی اس کے الفاظ یہ تھے

اقرأ باسم ربک الذی خلق ،خلق الانسان من علق ،اقرأ وربک الاکرم ،الذی علم بالقلم

(علق)

ترجمہ: پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا انسان کو بستہ خون سے، پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے جس نے علم سکھایا۔

قرآن میں ایک پوری سورت ہی قلم کے نام سے ہے اس سورہ کی ابتداہی میں اللہ نے قلم اور لکھنے کی قسم کھائی ہے، جو قرآنی اسلوب میں قلم کے لئے بہت بڑا اعزاز ہے

ن والقلم ومایسطرون (القلم) ترجمہ: قلم کی قسم اور اس کی جو لوگ لکھتے ہیں

ایک طرف قرآن نے مسلمانوں کو زبان وقلم کی جانب متوجہ کر کے ان کو ذرائع ابلاغ وترسیل سے نوازا تو دوسری طرف رموز کائنات کے تعلق سے بعض ایسے اشارات دیئے جن سے قوت فکر کو مہمیز ملتی ہے مثال کے طور پر میں چند آیات کا تذکرہ کرتا ہوں:

ظواہر طبیعی

قرآن نے بعض آیات میں ان اسباب طبعی کی کرشمہ سازیوں کا ذکر کیا ہے جو اکثر لوگوں کی نگاہوں کے سامنے رہتے ہیں مگر جمود یا غفلت کی بنا پر وہ ان میں غور نہیں کرتے اور نہ ان سے کوئی سبق حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

انزل من السماء ماء فسالت اودیة بقدرها فاحتمل السیل زبداً رابیاً ومما یوقدون علیه فی النار ابتغاء حلیة او متاع زبد مثله کذلک یضرب اللّٰه الحق والباطل فاما الزبد فیذهب جفاء واما ماینفع الناس فیمکث فی الارض کذلک یضرب اللّٰه الامثال (رعد :۷)

ترجمہ: آسمان سے پانی اسی نے برسایا پھر ندی نالے اپنی اپنی گنجائش کے مطابق بہہ نکلے اور پانی کے ریلے نے ابھرتے ہوئے جھاگ کو اوپر اٹھالیا اور آگ میں تپا کر زیور بناتے وقت یا کام کی دوسری کوئی دھات کو بھٹی میں

پگھلایا جاتا ہے اس میں بھی ایسا ہی جھاگ اٹھ کر اوپر آجاتا ہے، اسی طرح اللہ حق وباطل کی مثال بیان کرتے ہیں ،تو جو کوڑا کرکٹ ہوتا ہے وہ سوکھ کر ضائع ہوجاتا ہے اور لوگوں کے نفع کی چیز زمین میں رہ جاتی ہے اسی طرح اللہ سچی مثالیں بیان کرتا ہے،

اولم یر الذین کفروا ان السمٰوات والارض کانتا رتقاً ففتقناهما وجعلنا من الماء کل شئی حیّ افلایومنون (انبیاء :

ترجمہ: کیا انکار کرنے والوں نے نہیں دیکھا کہ آسمان وزمین دونوں بند تھے پھر ہم نے ان کو کھول دیا اور ہم نے پانی سے ہر جاندار چیز کو بنایا کیا پھر بھی وہ ایمان نہیں لاتے؟

اس آیت میں زمین وآسمان کی ابتدائی حالت کا نقشہ کھینچا گیا ہے جس کو موجودہ زمانے میں بگ بینگ نظریہ کہا جاتا ہے، جدید سائنسی تحقیقات کے مطابق زمین وآسمان کا تمام مادہ ایک بہت بڑے گولے (سپرایٹم) کی شکل میں تھا، معلوم طبیعاتی قوانین کے تحت اس وقت اس کے تمام اجزاء اپنے اندرونی مرکز کی طرف کھنچ رہے تھے اور انتہائی شدت کے ساتھ باہم جڑے ہوئے تھے پھر نامعلوم اسباب کی بنا پر اس گولے کے اندر ایک دھماکہ ہوا اور اس کے تمام اجزاء بیرونی سمتوں میں پھیلنے لگے اس طرح بالآخر یہ وسیع کائنات وجود میں آئی، جو آج ہمارے سامنے ہے،

وجعلنا فی الارض رواسی ان تمید بهم وجعلنا فیها فجاجاًسبلا لعلهم یهتدون وجعلنا السماء سقفاً محفوظاً وهم عن آیاتها معرضون (انبیاء : ۳۱،۳۲)

ترجمہ: اور ہم نے زمین میں پہاڑ بنائے کہ وہ ان کو لیکر جھک نہ جائے اور اس میں ہم نے کشادہ راستے بنائے تا کہ لوگ راہ پائیں اور ہم نے آسمان کو ایک محفوظ چھت بنایا، اور وہ اس کی نشانیوں سے اعراض کئے ہوئے ہیں۔

اس آیت میں زمین کی چند نشانیوں کا ذکر کیا گیا ہے جن میں ایک پہاڑوں کے سلسلے ہیں جو سمندروں کے نیچے کے کثیف مادہ کو متوازن رکھنے کے لئے سطح زمین پر ابھر آئے ہیں اس سے مراد غالباً وہی چیز ہے جس کو سائنس جدید میں ارضی توازن (Isostasy) کہا گیا ہے اسی طرح زمین کا اس قابل ہونا بھی ایک بڑی نشانی ہے کہ اس میں انسان اپنے لئے راستے بنا سکتا ہے، زمین کہیں ہموار ہے تو کہیں پہاڑی درے اور کہیں دریائی شگاف ہیں ۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اسی طرح آسمان کا محفوظ چھت ہونا بھی بہت بڑی نشانی ہے کہ آسمان اور اس کے ساتھ پھیلی ہوئی پوری فضا کی ترکیب اس طور پر ہے کہ وہ ہم کو سورج کی نقصان دہ شعاعوں سے بچاتی ہے اور شہاب ثاقب کی یورشوں سے محفوظ رکھتی ہے۔

وسخر لکم الفلک لتجری فی البحر بامرہ وسخر لکم الانھار وسخر لکم الشمس و القمر دائبین وسخر لکم اللیل والنھار واتکم من کل ما سألتموہ وان تعدوا نعمة اللّٰہ لاتحصوھا ان الانسان لظلوم کفار (ابراھیم: ۳۲-۳۴)

ترجمہ: اور سمندر میں کشتیاں تمہارے تابع کر دیں جو اس کے حکم سے چلتی ہیں اور بہتی ہوئی ندیوں اور نہروں کو تمہارے لئے کام میں لگا دیا اور سورج اور چاند کو تمہاری ضرورتوں کی تکمیل کے مقرر کیا جو ایک ضابطہ پر مسلسل چل رہے ہیں، اور رات اور دن کو بھی تمہارے کام میں لگا دیا اور تمہاری ضرورتوں کے ہر ایک سوال کو اس نے پورا کیا، اور اللہ کی نعمتوں کو اگر تم گننا چاہو تو گنتی کا شمار پورا نہ کرسکو گے، بیشک انسان بڑا بے انصاف اور ناشکر اہے۔

اس آیت میں قرآن نے تسخیر کائنات کے اغراض ومقاصد پر روشنی ڈالی ہے اور پہلی بار اس راز سے پردہ اٹھایا کہ دنیا کی یہ تمام چیزیں انسان کی خدمت گذار ہیں ان کا درجہ انسانوں سے بالاتر نہیں بلکہ فروتر ہے، اسلام سے قبل انسان نادانی کی بنا پر وسیع کائنات کی عظیم الشان مخلوقات سے اتنا مرعوب تھا کہ ان کی پرستش میں اپنی خیر محسوس کرتا تھا، سب سے پہلے قرآن نے اس مرعوبیت کا خاتمہ کیا اور انسان کو اس کا مقام یاد دلایا۔

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہے آفاق

وارسلنا الریاح لواقح فانزلنا من السماء ماء فاسقیناکموہ وما انتم لہ بخازنین (حجر: ۲۲)

ترجمہ: بوجھل اور رس بھری ہوا کے جھونکے بھیج کر ہم نے آسمان سے پانی برسایا پھر تم کو خوب سیراب کیا جبکہ تم اپنی ضرورت کے مطابق پانی کا خزانہ جمع نہیں رکھ سکتے تھے۔

اس آیت کی کسی دقیق علمی تفسیر سے گریز کرتے ہوئے اگر ظاہری معنی ہی کے لحاظ سے دیکھا جائے تو ظواہر طبیعی کے چند مبہمات پر روشنی پڑتی ہے، آیت میں تو بظاہر ہوا کا فائدہ بیان کیا گیا ہے کہ ہواؤں کے چلنے سے ابر باراں کا نزول ہوتا ہے مگر

قدرتی طور پر یہاں ابر و باد کے رشتہ پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ ہوا چلنے سے بادلوں کا سفر شروع ہوتا ہے اس سفر کے دوران بادلوں کے درمیان تصادم ہوتا ہے جس کے نتیجے میں کڑک اور اس کے ساتھ ہی بجلی پیدا ہوتی ہے اور پھر اس کے بعد بارش کی فیاضی شروع ہوتی ہے...... اس طرح صرف اس ایک آیت سے کڑک، بجلی کی چمک اور بارش کے نزول کے بارے میں کتنے سائنسی نکتے معلوم ہوجاتے ہیں...... بلکہ یہیں سے یہ انکشاف بھی ہوتا ہے کہ بجلی کی تخلیق مثبت اور منفی اثرات کے آبی تصادم سے ہوتی ہے اس انکشاف سے انسانی عقل اس حقیقت تک پہونچی جو آج ہمارے پاس الیکٹرک نظام کی شکل میں موجود ہے۔

چند علمی حقائق

قرآن میں جہاں ظاہر بینوں اور عام عقل والوں کی ہدایت وروشنی کے لئے ظواہر طبیعی سے استدلال کیا گیا ہے وہیں اہل نظر اور ارباب علم وعقل کے لئے دقیق علمی وتکوینی نکات سے بھی بحث کی گئی ہے،...... صحیح ہے کہ قرآن کوئی فلسفہ وسائنس اور فنون لطیفہ کی کتاب نہیں بلکہ یہ اصل میں کتاب ہدایت ہے جس کا مقصد ساری انسانیت کو محمد رسول اللہ ﷺ کی دعوت پر جمع کرنا ہے مگر چونکہ یہ ایک کامل ومکمل کتاب ہے اور ہر دور کے لئے کافی رہنمائی کی صلاحیت رکھتی ہے اس بنا پر اس میں عام عقلی وبدیہی استدلالات سے لیکر دقیق سائنسی حقائق سے بھی تعرض کیا گیا ہے تاکہ ہر قسم کا مذاق رکھنے والوں کے لئے یہ کتاب بہتر غذا مہیا کرسکے، ہمارے محققین نے اس موضوع پر بہت کام کیا ہے اس لئے تفصیل کے انہی کی طرف مراجعت کی جائے......

میرا مقصد صرف کرگسوں میں پلے ہوئے شکست خوردہ شاہینوں کو یہ بتانا ہے کہ جس علم وفن کی تلاش اور جس آب حیات کی جستجو میں وہ مغرب کے بتکدوں کی خاک چھان رہے ہیں وہ خود ان کے گھر میں موجود ہے، مغرب انہیں علم وفن کی بعض جزئیات سے آگاہ کرسکتا ہے اور آب حیات کے چند قطرات فراہم کرسکتا ہے...... جبکہ خود ان کے گھر میں علم وفن کی کلیات پر مشتمل کتاب (قرآن) موجود ہے، وہ ایک قطرۂ آب کے لئے پریشان ہیں حالانکہ خود ان کے مذہب کی سلسبیل سے چشمۂ حیات بہہ رہا ہے وہ یورپ کے آشیانوں میں شاہبازی کے آداب سیکھنے جارہے ہو جبکہ قرآن ان کو اس سے بدرجہا بہتر طور پر سکھانے کو تیار ہے بشرطیکہ وہ اس پر توجہ دیں۔

وہ شکست خوردہ شاہیں جو پلا ہو کرگسوں میں
اسے کیا خبر کہ کیا ہے رہ ورسم شاہبازی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اس ضمن میں چند نمونے پیش کرتا ہوں

سورج کے بارے میں قرآنی تصور

سورج کے بارے میں قرآن کا تصور یہ ہے کہ وہ اپنے مدار میں گردش کرتے ہوئے اپنی مقررہ منزل کی جانب رواں دواں ہے۔

والشمس تجری لمستقرلهاذلک تقدیر العزیز العلیم والقمر قدرناهٔ منازل حتیٰ عاد کالعرجون القدیم ،لاالشمس ینبغی لهاان تدرک القمر ولا اللیل سابق النهار و کل فی فلک یسبحون (یٰس :۳۸—۴۰)

ترجمہ: اورسورج اپنے ٹھکانہ کی طرف چل رہا ہے یہ عزیز وعلیم پروردگار کا مقرر کردہ نظام ہے، اور چاند کے لئے ہم نے منزلیں مقرر کردی ہیں یہاں تک کہ وہ لوٹ کر کھجور کی پرانی شاخ کی طرح ہوجاتا ہے، نہ سورج کے بس میں ہے کہ وہ چاند کو پکڑ لے اور نہ رات دن سے پہلے آسکتی ہے، سب آسمانی سمندر میں تیر رہے ہیں۔

اس آیت میں قرآن نے سورج کی حرکت کے بارے میں کتنا دوٹوک نظریہ دیا ہے......مگر سائنس کی حیرانی و پریشانی دیکھئے کہ ایک زمانہ میں سائنس یہ نظریہ قائم کیا تھا کہ سورج اپنی جگہ ٹھہرا ہوا ہے اور زمین اپنے محور پر گردش کررہی ہے اور اسی سے لیل ونہار وجود میں آرہے ہیں، مگر کچھ ہی دنوں کے بعد حقائق نے یہ ثابت کردیا کہ یہ نظریہ غلط تھا اور صحیح نظریہ یہ ہے کہ سورج بھی اپنے مدار پر گردش کررہا ہے،......

مغربی سائنس دانوں نے اس انکشاف کو جو اہمیت دی اس کا اندازہ ایک مشہور ماہر فلکیات محقق ”سیمون“ کی کتاب کے اس اقتباس سے لگایا جاسکتا ہے جو انہوں نے بڑے اعتماد کے ساتھ لکھا ہے

”اگر مجھ سے پوچھا جائے کہ سب سے اہم ترین حقیقت کیا ہے جس کا انکشاف انسانی عقل نے کیا ہے تو میں اس کے جواب میں سورج، چاند اور ستاروں کے نام لوں گا جن کے بارے میں یہ انکشاف کیا گیا کہ یہ سب بسیط فضا میں گول گنبد کی طرح بڑی تیزی کے ساتھ گردش کررہے ہیں جو ہمارے احساس سے بالاتر ہے۔(مضمون جریان الشّمس، عبدالرحمٰن فرتاس، مجلّہ العلم والایمان ۶ے۱۹ء)

کواکب کے بارے میں قرآنی نظریہ

کواکب وسیارات کے بارے میں قرآنی نظریہ یہ ہے کہ وہ آسمان کی نچلی سطح کو خوبصورت بھی بناتے ہیں اور مضر اثرات اور طاغوتی یورشوں سے حفاظت کا کام بھی کرتے ہیں

انازینا السماء الدنیا بزینة الکواکب ،وحفظاً من کل شیطن مارد ،لایسمعون الی الملأ الاعلیٰ ویقذفون من کل جانب دحوراً ولهم عذاب واصب الامن خطف الخطفة فاتبعه شهاب ثاقب (صافات :۶—۱۰)

ترجمہ: ہم نے آسمان دنیا کو زرق برق ستاروں سے سجایا، اور ہر شیطان سرکش سے اس کو محفوظ کیا، وہ ملأ اعلیٰ کی طرف کان نہیں لگا سکتے اور ہر طرف سے مارے جاتے ہیں تا کہ ان کو بھگایا جائے اور ان کے لئے ایک دائمی عذاب ہے مگر جو شیطان کوئی بات اچک لے تو ایک دہکتا ہوا شعلہ اس کا پیچھا کرتا ہے۔

زمین کے متعلق قرآنی تصور

قرآن نے آج سے چودہ صدی پیشتر ہی زمین کی خلقت، اس کی تشکیل اور اس کی حرکت کے متعلق مباحث دنیا کے سامنے رکھ دیئے تھے جس پر سائنس جدید ایک حرف کا بھی اضافہ نہیں کرسکی ہے

☆ زمین کی خلقت کے متعلق قرآن کا نظریہ یہ ہے کہ زمین انسانی آبادی کے قابل چھ مرحلوں کے بعد ہوسکی۔

هو الذی خلق السمٰوات والارض فی ستة ایام ثم استویٰ علی العرش (حدید :۴)

ترجمہ: وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا چھ دنوں میں پھر وہ عرش پر متمکن ہوا۔

قل أئنکم لتکفرون بالذی خلق الارض فی یومین وتجعلون لهٔ انداداً ذلک رب العالمین وجعل فیها رواسی من فوقها وبارک فیها وقدر فیها اقواتها فی اربعة ایام سواء للسائلین (حم سجدة :۹، ۱۰)

ترجمہ: اے نبی! کہہ دیجئے کیا تم لوگ اس ہستی کا انکار کرتے ہو جس نے زمین کو دو دن میں بنایا، اور تم اس کے لئے ہمسر ٹھہراتے ہو، وہ رب ہے تمام جہان والوں کا اور اس نے زمین کے اوپر پہاڑ بنائے اور اس میں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

فائدے کی چیزیں رکھ دیں اور اس کی غذاؤں کا نظام چار دنوں میں بنایا ضرورت مندوں کی تکمیل کے لئے۔

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین و آسمان اور کائنات کو اللہ نے چھ (۶) یوم میں پیدا کیا اس کے بعد ہی زمین انسانی آبادی کی متحمل ہو سکی مگر یوم سے مراد یہاں لیل ونہار کے دومدار نہیں ہیں جو سورج کی چوبیس (۲۴) گھنٹے کی گردش سے مکمل ہوتا ہے اور نہ قطب ارضی مراد ہے جو عموماً چھ (۶) ماہ کی گردش کے بعد دن یا رات کی صورت میں پیدا ہوتا ہے، بلکہ یوم سے مراد وہ قرآنی مدت ہے جس کو قرآن کی دوسری آیات میں بیان کیا گیا ہے:

ان یوماً عند ربک کالف سنۃ مماتعدون (حج :۴۷)

ترجمہ: بیشک ایک دن تیرے رب کے نزدیک تمہارے شمار کے ہزار (۱۰۰۰) سال کے برابر ہے،

تعرج الملئکۃ والروح الیہ فی یوم کان مقدارہٗ خمسین الف سنۃ (المعارج :۴)

ترجمہ: فرشتے اور روح الامین وہاں تک ایک دن میں چڑھ کر پہونچتے ہیں جس کی مقدار پچاس ہزار (۵۰۰۰۰) سال کے برابر ہے۔

اس طرح ان آیات سے وضاحت کے ساتھ یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ زمین انسانوں کے رہنے کے قابل اصطلاحی طور پر چھ یوم یا چھ مرحلوں کے بعد ہوئی جو ایک طویل ترین مدت ہے، آغاز کے وقت سے تکمیل تک کے درمیانی مراحل کیا تھے ؟ قرآن اس کے بارے میں خاموش ہے اور سائنس کی بھی مجال نہیں وہ اپنی طرف سے ایک حرف بھی بتا سکے۔

زمین کا ابتدائی مادہ

قرآن زمین کے ابتدائی مادہ کے بارے میں کہتا ہے کہ یہ پہلے پانی میں پوشیدہ تھا اور پانی ہی اس کی اصل علت ہے، زمین اس کے اندر سے نمودار ہوئی۔

وھوالذی خلق السمٰوٰت والارض فی ستۃ ایام وکان عرشہٗ علی الماء لیبلوکم ایکم احسن عملاً (ھود :۷)

ترجمہ: اور وہی ذات ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا جبکہ اس کا عرش پانی پر تھا تا کہ تم کو آزمائے کہ تم میں کون بہتر عمل کرتا ہے۔

علم زولوجی کی رسائی بھی اس سے آگے تک نہیں ہو سکی ہے، اس کا نظریہ بھی یہ ہے کہ

"زمین کو اس کی ابتدائی حالت میں بخارات نے ڈھانپ رکھا تھا جو بعد میں پانی سے تبدیل ہو گیا، پھر وہ پانی نشیب میں اترنے لگا اور اس سے نہریں اور سمندر بنتے چلے گئے۔

(احمد محمود سلیمان، مضمون القرآن والعلم مجلّہ العلم والایمان، شمارہ ۷۱ نومبر ۱۹۸۱ء)

درمیانی مراحل

عمل تخلیق کے آغاز کے بعد زمین جن مختلف مراحل سے گذری، قرآن ان کو اشاراتی طور پر زمانی ترتیب کے ساتھ بیان کرتا ہے

والارض بعد ذلک دحٰھا ،اخرج منھا ماء ھا ومرعٰھا والجبال ارسٰھا (النازعات :)

ترجمہ: اور زمین کو اس کے بعد پھیلایا اس سے اس کا پانی اور چارہ نکالا اور پہاڑوں کو قائم کر دیا،

اس آیت سے زمین کے عمل تخلیق کے درمیانی مراحل پر روشنی پڑتی ہے کہ زمین کا مادہ جو عالم آب میں مستور تھا وہ ظاہر ہونے کے بعد پھیلنا شروع ہوا اور پھر سطح ارض کے نشیبی حصوں میں پانی اترنے لگا جس سے نہریں اور سمندر بنتے چلے گئے ،اس کے بعد اس کے اندر سے پہاڑی چٹانیں برآمد ہوئیں جو بتدریج اونچے پہاڑوں کی شکل میں تبدیل ہو گئیں۔

زمین کا قالب

قرآن نے زمین کے اس پہلو کو بھی نظرانداز نہیں کیا کہ زمین کی شکل وصورت کیسی ہے؟ آج کے جدید سائنسی دور میں یہ مشہور سی بات ہے کہ زمین کرہ (گیند) کی طرح گول ہے یعنی خط استواء سے دیکھا جائے تو وسیع ترین نظر آتی ہے اور اس کے قطبین سے دیکھا جائے تو وہ چھوٹی اور معمولی نظر آتی ہے، مگر سائنس کا بیان قرآن کے بیان پر اضافہ نہیں ہے، قرآن نے بھی زمین کے قالب کا یہی نقشہ اپنے الفاظ میں کھینچا ہے،

اولم یروا انانا تی الارض ننقصھا من اطرافھا واللہ یحکم لامعقب لحکمہٖ وھو سریع الحساب (رعد : ۴۱)

ترجمہ: کیا انہوں نے غور نہیں کیا؟ کہ زمین کو ان پر ہم اس کے کناروں سے کم کرتے ہیں، حکم صرف اللہ کا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

رہے گا کوئی اس کے حکم کو ٹال نہیں سکتا اور حساب لینے اسے کچھ بھی دیر نہیں لگے گی۔

بل متعنا ھؤلاء آباء ھم حتیٰ طال علیھم العمر افلایرون اناناتی الارض ننقصھا من اطرافھا انھم الغالبون (انبیاء : ۴۴)

ترجمہ: بلکہ ہم نے ان کو اوران کے باپ داداؤں کو ایک مدت تک برتنے کو سامان زندگی دیا، اور طویل عمر گذرنے پر بھی حق بات ان کی سمجھ میں نہ آسکی، کیا وہ نہیں دیکھتے کہ زمین کو ہم چاروں طرف سے ان پر کم کرتے ہیں تو کیا اب بھی کچھ امکان رہ گیا ہے کہ یہ غالب آجائیں گے،،

ننقص من اطرافھا کا مطلب اگر یہ لیا جائے کہ زمین اپنے کناروں سے چھوٹی معلوم ہوتی ہے تو زمین کا کروی قالب ہونا صاف ثابت ہوتا ہے اسلئے کہ ہر گول جسم خط استواء سے وسیع اور طرفین سے چھوٹا معلوم ہوتا ہے۔

خلقت انسانی کے بارے میں قرآنی نظریہ

اسی طرح قرآن نے انسانی تخلیق اوراس کے درمیانی مراحل پر بھی بھرپور روشنی پڑتی ہے قرآن کے بیان کے مطابق جب مرد کا نطفہ عورت کے رحم میں جاتا ہے تو کچھ مدت کے بعد وہ بستہ خون بن جاتا ہے اس کے بعد یہ خون بستہ گوشت کے لوتھڑے میں تبدیل ہوجاتا ہے اس کے بعد اس میں ہڈیاں پیدا ہوتی ہیں اور پھر اس پر گوشت کی موٹی تہیں جم جاتی ہیں اور کچھ دنوں رحم مادر میں تربیت اور نشو ونما پاکر ایک نئی صورت میں دنیا کی کھلی فضا کے اندر وہ آجاتا ہے جس کو ہم ولادت کہتے ہیں۔

ثم جعلناہ نطفۃ فی قرار مکین ثم خلقنا النطفۃ علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظاماً فکسونا العظام لحماً ثم أنشأناہ خلقاً آخر فتبارک اللّٰہ احسن الخالقین

(مومنون : ۱۱)

ترجمہ: پھر ہم نے پانی کی ایک بوند کی شکل میں اس کو ایک محفوظ ٹھکانے میں رکھا پھر ہم نے پانی کی بوند کو بستہ خون کی شکل دی پھر بستہ خون کو گوشت کا ایک لوتھڑا بنایا اس کے بعد لوتھڑے کے اندر ہڈیاں پیدا کیں پھر ہم نے ہڈیوں پر گوشت چڑھادیا پھر ہم نے اس کو ایک نئی صورت میں بنا کر کھڑا کیا پس بڑا ہی بابرکت ہے اللہ جو بہترین پیدا کرنے والا ہے۔

یہ چند نمونے ہیں جو قرآن کے جدید علمی حقائق کے تعلق سے پیش کئے گئے۔

علم کی طلب

قرآن کریم کی ان تعلیمات نے مسلمانوں میں حصول علم کا اسپرٹ پیدا کیا اور وہ اس راہ میں بڑھتے چلے گئے، ان کے جذبۂ صادق پر حضور ﷺ کے الفاظ نے مہمیز کا کام کیا ، آپ ﷺ نے علماء کو انبیاء کا وارث قرار دیا:

ان العلماء ورثۃ الانبیاء وان الانبیاء لم یورثوا دیناراً ولا درھماً وانما ورثوا العلم فمن اخذہ اخذ بحظ وافر (مشکوٰۃ :)

ترجمہ: بیشک علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء کی وراثت درہم ودینار نہیں ہے بلکہ ان کی وراثت علم ہے پس جس نے علم حاصل کیا اس نے بڑا وافر حصہ پایا۔

پھر یہ کارواں بڑھتا گیا اور علمی طور پر ساری دنیا پر چھا گیا اور پوری روئے زمین ان کے زیر نگیں آگئی اس لئے کہ علم تمام قوتوں کا سرچشمہ ہے، علم کے ساتھ صدیوں کا سفر لمحوں میں طے ہوسکتا ہے اور علم کے بغیر دس قدم بھی پہاڑ ہوجاتا ہے......

عہد ماضی کی ایک جھلک

ہم اگر اپنے ماضی کا جائزہ لیں تو ہم کو نظر آئے گا کہ مسلمان علم وفن کے میدان کے کیسے شہسوار تھے، اور ساری دنیا میں امامت کا مقام ان کو کس طرح حاصل ہوا؟...... یہ تاریخ کی ایسی حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا، اس موقعہ پر میں کسی مسلم مؤرخ کا حوالہ دینے کے بجائے ایک غیر مسلم مؤرخ کا حوالہ دینا مناسب سمجھتا ہوں ایک انگریز مؤرخ جارج سارٹن نے اپنی کتاب ''مقدمۃ فی تاریخ العلم'' (جو پانچ ضخیم جلدوں میں ہے) میں علوم وفنون کی تاریخ، ان سے متعلق تجدیدی کارناموں کی تفصیل اور تجدیدی کام کرنے والی اقوام وشخصیات کا جائزہ پیش کیا ہے، اس نے تاریخی حوالوں کے ساتھ یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہر نصف صدی کے بعد حالات اور تقاضے بدل جاتے ہیں اور نئے حالات کے مطابق علوم وفنون کی تجدید واصلاح کا کام کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی مرکزی شخصیت ضرور پیدا ہوتی ہے اس طرح اس نے ہر نصف صدی پر ایک مجدد کی تلاش کی ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

وہ ۴۵۰ھ قبل مسیح سے لیکر ۴۰۰ھ قبل مسیح کے وقفہ کو ''عہد افلاطون'' (ولادت ۴۲۷ھ وفات ۳۴۷ھ قبل مسیح) کہتا ہے، اس کے بعد کی صدیوں میں یکے بعد دیگرے ارسطو (ولادت ۳۸۴ھ وفات ۳۲۲ھ قبل مسیح) پھر اقلیدس (۳۰۰ھ قبل مسیح)، پھر ارخمیدس (ولادت ۲۸۷ھ وفات ۲۱۲ھ قبل مسیح نے علوم کی تجدید واصلاح کا کام کیا،......اس کے بعد چھٹی صدی عیسوی کے آغاز سے ساتویں صدی کے آغاز تک کا زمانہ اس کے نزدیک چین کے علمی ارتقاء وتجدید کا زمانہ ہے، اس کے بعد ۷۵۰ھ ء سے لیکر ۱۱۰۰ء تک کا ساڑھے تین سو (۳۵۰) سالہ طویل عہد خالص مسلمانوں کا عہد ہے اس پوری مدت میں علوم وفنون کی تمام تر خدمات مسلمانوں نے انجام دیں یکے بعد دیگرے ان میں مجددین علوم آتے رہے اور علوم کی خدمت انجام دیتے رہے، جابر بن حیان (۸۱۵ء) سے لیکر خوارزمی (۸۴۹ء)، رازی (۸۶۴-۹۳۲ء) تاریخ داں سیاح مسعودی (۹۵۶ء) البیرونی (۹۷۳ء-۱۰۴۸ء) اور عمر خیام (۱۱۳۲ء) تک مجددین وخدام علوم کی لمبی فہرست ہے جنہوں نے علم کیمیا، الجبراء، طب، جغرافیا، ریاضیات، الفیز یا، اور فلکیات کے میدان میں نمایاں خدمات انجام دیں، جن میں کوئی عربی ہے تو کوئی ایرانی، کوئی ترکی ہے تو کوئی افغانی، خطہ ورنگ ونسل سے گذر کر محض اسلامیت نے ان سب کو خدمت وتجدید علوم سے جوڑ رکھا تھا، جارج سارٹن کی نگاہ میں اتنے طویل عرصے تک یورپ میں کوئی قابل ذکر آدمی نظر نہیں آتا، گیارہویں صدی کے بعد ہی جرارڈ کرمونی اور روچر بیکن جیسے کچھ مفکرین پیدا ہوئے اور علم وعقل میں مقام حاصل کیا، درمیان کی صدیاں بھی اسلامی مفکرین سے خالی نہیں رہیں بلکہ علامہ ابن رشد (۱۱۲۶ء - ۱۱۹۸ء) نصیرالدین محمد موسیٰ (۱۲۰۰ء - ۱۲۷۳ء) ابن النفیس مصری (۱۲۸۸ء) اور ابن خلدون (۱۳۳۲ء - ۱۴۰۶ء) جیسے عبقری علماء نے علم وفن کی وہ خدمات انجام دیں جن کے سامنے یورپی علماء کے کارنامے پھیکے نظر آتے ہیں

(مضمون امۃ العلم من اجل نہضۃ علمیۃ فی العالم الاسلامی، الاستاذ عبدالسلام رسالہ الیونسک آب-ایلول ۱۹۸۱ء ص ۵۱)

یہ تو وہ علوم ہیں جن کو علوم جدیدہ کہا جاتا ہے اور جن پر نئی دنیا فخر کرتی ہوئی نہیں تھکتی، رہ گئے علوم اسلامی، ادب وبلاغت، فنون لطیفہ آرٹ تعمیر وغیرہ، علوم اخلاق، فلسفۂ اخلاق، فلسفۂ تاریخ، سیر وتراجم، سلوک وروحانیت، فقہ وقانون، زراعت وتجارت اور سیاست وقیادت وغیرہ تو ان کے خادموں اور مجددوں کی بہت لمبی فہرست ہے جن میں کوئی قوم وملت مسلمانوں کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کرسکتی۔

یہ ہے اس کتاب مقدس کا اعجاز جو ہر زمانے میں اور ہر محاذ پر شخصیات اور افراد کی کھیپ کی کھیپ تیار کرتی رہی ہے اور

اس کی یہ صلاحیت آج بھی اسی طرح قائم ہے فقط ہمیں اس سے کام لینے اور فائدہ اٹھانے کی ضرورت ہے۔

اٹھ کہ اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق ومغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

اختر امام عادل قاسمی
جامعہ ربانی منورواشریف، سمستی پور بہار

۲۹/ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ مطابق ۸/ستمبر ۲۰۱۰ء بدھ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com